تصنیف شاہ ولی اللہ رح
ترجمہ واملا مولانا عبید اللہ سندھیؒ

ترجمۂ
خیر کثیر

(بقیہ)

نواں خزانہ نشأتِ معاد کے احکام میں

پھر اللہ سبحانہٗ تعالیٰ نے دُوسری نشأت پیدا کی اور نفوس اپنے اشباہ سے مل گئے ایسے اسباب کے ذریعہ سے جو وہاں واقع ہوئے اور یہ لوگ کھڑے کر دیئے گئے اور اس وقت ویسے ہی دنیاوی آدمی ہوجائیں گے جیسے کہ تھے۔

پھر تھوڑے زمانے کے بعد ان پر سبوغ کا فیضان ہوگا تو وہ ایک نئی نشأت میں پیدا کئے جائیں گے۔ بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اس وقت ایک مینہ برسے گا اور یہ لوگ پیدا ہوں گے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہے تو یہ اس دَور کا بیان ہے۔ اور بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ انهم يتحيرون حيرة شديدة ثم يدعون الى الموقف (یعنی وہ سخت حیرانی میں پھنس جائیں گے پھر ان کو موقف کی طرف بلایا جائے گا) تو یہ دُوسری نشأت کا بیان ہے جس کا ہم نے ذکر کیا۔

اور لوگ قیامت کے قریب کئی قسم ہوجائیں گے، ان میں ایک کامل ہوگا پورے کمال والا اور ان میں ایک ناقص ہوگا پُورے نقصان والا۔ اور یہ اس طرح ہوگا کہ شر کامل تو ہے دجّال کے لئے اور خیر ہے مہدیؑ اور عیسیٰؑ کے لئے۔ اس لئے یہ اور وہ دونوں ہر اُس شخص کو

مدد دیں گے جو ان کے سامنے آئے گا اور توحید اس وقت طوائف الناس پر منکشف ہو جائے گی خیار پر اس لئے کہ انھیں انسلاخ حاصل ہو گیا اور شرار پر اس لئے کہ وہ دجال کے تابع ہو گئے اپنی استعداد کے حساب سے۔

اور دولت بحسب ظاہر انسانی اقوام پر تقسیم ہوتی ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک زمانہ ہے، سب سے پہلے حجاز کے لئے تھی پھر عراق کے لئے پھر اہل فارس کے لئے پھر اہل ہند کے لئے اور آج افغانوں کی طرف رجوع کر گئی ہے۔ اور اسی طرح دولتِ باطنیہ ہے اس ترتیب کے مطابق، لیکن افاغنہ اور اہل فارس میں انسلاخ بھی نہیں پایا گیا۔ تو ان کے کمالات مخلوطی ہوتے ہیں۔

تیسری منزل یوم الدین کی | اس میں ایسی عجیب چیزیں ہیں کہ دوسری منزل میں ویسی نہیں ہیں اور اس کی تحقیق یہ ہے کہ یہ ایک منزل جسمانی ہے اس کی جسمانیت دنیا کی جسمانیت سے مختلف ہے دو سببوں سے جن کو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں جب کہ ہم نے تجھے صحف کا حسم بتلایا تھا۔

اب یہ یاد رکھو کہ یہ صحیفہ عرصات میں حاضر کئے جائیں گے پھر ان پر سبوغ جلالی اور جمالی کا افاضہ تو یہ صورتیں اجساد کی شکل لے لیں گی اور وہ افعال مباح جنھوں نے نہ تو کوئی خبیث ملکہ پیدا کیا اور نہ باطن میں کسی خبث قبیح سے صادر ہوئے۔ یہ مباح فعل لغو ہو جائیں گے اور اس طرح وہ بھی لغو ہو جائیں گے جنھوں نے ملکہ طیبہ پیدا نہیں کیا یا باطن میں قوی طیب قوت سے صادر نہیں ہوئے۔ یہ فعل اس لئے مضمحل ہو جائیں گے کہ سبوغ جلالی اور جمالی وہاں تک نہیں پہنچ سکے۔

پھر یہ بات سمجھو کہ اللہ کی ایک صفت ہے علم تمیزی یعنی ایک ایسی صفت ہے کہ وہ ہم لباس مشتبہ چیزوں میں تفریق کا ملکہ ہے۔ جن آیات سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ احد کا واقعہ مثلاً اس لئے تھا فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ تو ہماری سمجھ میں ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفت تمیزی ہے اس واقعے کا سبب اور مبدا تھی جیسا کہ یہ واقعہ باقی صفات کے ظلال میں سے تھا۔

اسی صفت کے عکسوں میں سے ایک جوہری چیز ہے میزان کی ہم شکل، اس سے تمییز پیدا کی جاتی ہے حسنات اور سیئات میں۔ اور حساب بھی اسی صفت کے مظاہر میں سے ہے تو جب میزان قائم کی جائے گی اس وقت ایک اجمالی افاضہ تمام موجودات کی صورتوں پر کلی طور پر ہوگا تو اس سے سب لوگ اپنے اعمال کا اعتراف کریں گے اور ان میں سے بعض کو لغو بنانا اور بعض کا ثواب دینا ایک ہی دفعہ ہو جائے گا لمح البصر میں یا اس سے بھی قریب۔ یہ ہے اس آیت کا معنیٰ: وَاللّٰہُ سَرِیْعُ الْحِسَابِ۔

اس دار میں جو بڑی شاندار ہے۔ منجملہ عجائبات کے ایک یہ بات ہوگی کہ ایک آدمی جب کہ بہت سے مظالم کا مالک ہے تو ان مظالم کے عدد کے برابر اس کو جسد دیئے جائیں گے ایک کے نزدیک ایک، اس کے نزدیک دوسرا۔ اور وہ اپنے نفس میں تمام تکلیفوں سے متألم ہوگا۔ اس وقت ہر انسان اپنے الٰہ اور ہوٰی کے پیچھے چلے گا۔ فاسق اور غافل مسلمان ایک صورت حسی یا وہمی یا عقلی کے پیچھے چلیں گے جس طرح وہ جانتے تھے کہ اللہ اس صورت پر ہے اور دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد یہ صورت مضمحل ہو جائے گی ایسے رنگ میں کہ اس کی کوئی صورت نہیں ہے اور یہ اس لئے ہوگا کہ یہ کلمۂ شہادت جس کو زبان سے پڑھا کرتے تھے وہ ان کے نقصان کا تدارک کرے گا۔ اور عام نیک بخت لوگ جن کا ادراک حسی ہویت مطلقہ کا ایک تمثل ہے اور ہم اسے نور الغیب کہتے ہیں تو وہ اپنے ادراکات کے عروج میں ترقی کرینگے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کا ادراک غیر مبین سبوغ کی وجہ سے جو ان پر افاضہ کیا جائے گا بیّن ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ کو پوری معرفت سے پہچاننے لگ جائیں گے اور اسی طرح عابد عبادات کی سیڑھیوں پر ترقی کریں گے ان کے حقائق کی طرف اور یہ علم عمیق ہے۔

شفاعت شفاعت ایک سبوغ جمالی ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبدأ تعین سے کہ وہ "الحی القیوم" ہے نازل کرائیں گے اس کا کام ہے صحف میں جو سیئات مستقر ہیں ان کو مضمحل کرنا اور ہر ایک نبی کے لئے شفاعت ہے اس کے سبوغ کی مقدار پر اور خیر تام حق سے اس کے قرب کی مقدار پر اور شفاعت پانے والے زیادہ وہی لوگ ہوں گے جو انبیاء کے زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے صلوٰۃ اور تسبیحات انبیاء پر بھیجنا مشروع کیا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی شفاعت تمام شفاعتوں کی اصل ہے۔ میرے نزدیک یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ یہ عالم بھی اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبوغ کی برکات ہیں لیکن اس عالم میں یہ کرامت آپ کے لئے زیادہ ظاہر ہوگی یہاں تک کہ اس عالم کا ظہور اس کے مقابلہ میں عشر عشیر بھی نہیں رہے گا جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ آدم و من دونہ تحت لوائی ولا فخر (یعنی آدمؑ اور اس کے سوا سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے)

حوض اور حوض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے وہاں پانی کی صورت لے گی۔ علم اور پانی میں قوی مشابہت ہے اس لئے یہی صورت بنی۔ میرے نزدیک ہر نبی کے لئے ایک حوض ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوض سب حوضوں کا اصل ہے۔

الصراط الصراط وہی صراط مستقیم ہے جو یہاں جسمانی شکل میں ظاہر ہوا۔ تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ کی ایک خط مستقیم سے تفسیر نہیں کی؟ جس کے گرد بہت سے خطوط بنا دیئے تھے؟

چوتھی منزل۔ جنّت یا دوزخ میرے نزدیک قول فیصل یہ ہے کہ عین ثابتہ ان تمام وجوہ کو جو اجمال کے نیچے چھپے ہوئے تھے جامع ہے تو وہاں اس پر سبوغ کا افاضہ ہوگا جس سے وہ تمام وجوہ متمثل اور متجسم ہوجائیں گے۔ مگر یہ بات ہے کہ اس موطن کی جسمانیت دُنیا سے مختلف ہے۔ ان دو صورتوں سے جس کو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اور یہ سبوغ یا تو جمالی ہے اور وہ جنت ہے اور یا جلالی ہے اور وہ آگ ہے۔ اور ایک سبوغ کو دُوسرے پر ترجیح دینے والا شہادتین کا اقرار ہے یا انکار اور ان سے تکبّر ہوگا اور (ہمارے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس میں درجہ بہت بڑا ہے۔

اس کے بعد جنت میں جمالی چیزیں متمثل ہوتی ہیں (مثلاً مرغوب نکاح، خوشگوار طعام، عمدہ پانی، فاخر لباس اور اعلیٰ مکان) اور یہ اس لئے ہے کہ صحف میں جو اعمال کی صورتیں ودیعت رکھی ہوئی ہیں اس میں سے اعمال مباح تو منزل ثالث پر لغو ہوجائیں گے۔ باقی رہیں گے رداسخ اور وہ دونوں سبوغوں سے بھرے جائیں گے۔ جن لوگوں نے اچھے کام کئے اور وہ متقی

تھے تو ان کے لئے حسنات متجسد ہوجائیں گی اور سیئات مضمحل ہوجائیں گی اور اجمال کے نیچے درج ہوجائیں گی تو ان متجسدات کے لئے اس کی عین ثابتہ سے خارج میں مرجحات ہیں بعض وجوہ کے لئے اور مناسبات ہیں دقیقہ۔

ہم اس بات کی تھوڑی سی تفصیل بیان کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کلمہ شہادتین اتمام سبوغ کا فائدہ وہاں (اس جگہ) دیتا ہے اور اس کی علٰحدہ کوئی صورت نہیں ہے، اس لئے کہ اس کی جو صورت مسبغہ ہے اس کے دو شعبے ظاہر ہوتے ہیں، ان میں سے پہلا تو تجلی ذاتی اور عرفان اتم تک منتہی ہوتا ہے اور یہ دونوں سبوغ کامل کو نازل کرلیتے ہیں موطن معیت میں جہاں نہ کوئی سبب ہے اور نہ کوئی واسطہ۔ اور دوسرا شعبہ ان دو میں سے منتہی ہوتا ہے حقیقۃ الرسل کی طرف اور اس سبب سے ہوجاتا ہے ڈوبا ہوا ان کی ہدایت میں۔ ان کی ہدایت کی مثال ایک ابر کی مثال ہے۔ کوئی شخص اس کے قریب نہیں جاتا مگر وہ اس کے قریب ہوجاتا ہے۔ یہ مُستنزل ہے سبوغ کو اسباب اور وسائط کے موطن میں۔

میں نے کلمۂ طیبہ کی صورت میں غور سے نظر دوڑائی۔ کلمۂ طیبہ سے میری مراد فقط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے جو منطبع ہے صحف میں، تو میں نے اس کی ہیئت وجدانی دیکھی اور خالی صرافت دیکھی جو (ان دونوں میں سے) اس کے مشابہ نہیں تھی اور صلوٰۃ اور تسلیم کی صورت کو میں نے غور سے دیکھا تو میں نے دیکھا کہ شعبہ ثانیہ کے متممات میں سے ہیں۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس فرق پر میں کوئی دلیل نہیں بتلا سکتا مگر وہ صحیفہ جو ہمارے سامنے منتشر ہے ان میں سے یہ مضمون نقل کر رہا ہوں۔ ہم ان صحیفوں میں سے جو چاہیں دیکھ لیتے ہیں، والحمد للہ رب العٰلمین۔

نماز یہ فائدہ دیتی ہے حُور جمیلہ کا اور محل اونچا۔ اور یہ اس لئے ہے کہ جب میں نے اس کی صورت میں غور کیا جو صحیفوں میں منطبع تھی تو میں نے اس کے لئے دو شعبیں دیکھے:
پہلا شعبہ ان میں سے ایک ہیئت انسانیہ ہے جو اس خشوع میں سے نکالی گئی ہے جو بدن کے ذات میں پھیلا ہوا تھا اور اس ہیئت النسانیہ سے پیدا حور اور غلمان۔ اور دُوسرا شعبہ اس کا ایک ہیئت جامعیہ ہے احاطہ کرنے والی جو انتزاع کی گئی ہے قیام، قعود، رکوع

اور سجود سے، اور اس میں سے ظاہر ہوتے ہیں اونچے اونچے محل اور خوشنما باغ۔ اور یہ بھی ہے کہ صلوٰۃ (نماز) کی ایک ہیئت تعظیمیہ ہے۔ وہ تجلی ذاتی تک ختم ہوتی ہے اور ایک ہیئت اعراضیہ ہے غیر سے اعراض کرنے والی۔ اس سے سیئات کی تکفیر نکلتی ہے۔ اور میری رائے یہ ہے کہ تسبیح تہلیل وغیرہ اذکار جو نماز میں اور نماز کے بعد مشروع ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ قصور اور حدائق میں اشجار اور اثمار مکمل ہوں اور نماز میں خشوع اور سکون مشروع ہے تاکہ حُور اور غلمان خوبصورت ہوں۔

یہ بات بھی میرے ذوق کا تقاضا ہے کہ نماز ساری ایک طور سے زیادہ کا تقاضا کرتی ہے بلکہ ہر ایک رکعت ایک ایسی حور کا تقاضا کرتی ہے جس کے نیچے دوسرے درجہ کی ستر دوسری حُوریں ہوں گی۔ اور یہ اس لئے ہوگا کہ جس کے عین ثابتہ سبوغ کے وقت تمام وجوہ کے ظہور کا تقاضا کرتی ہے، اسی طرح ان وجوہ میں سے ایک وجہ بھی جس قدر وجوہ اس وجہ میں منطوی ہیں ان کے ظہور کا تقاضا کرتی ہے اور یہ قاعدہ کلیہ ہے نافذ ہے قصور میں، غلمان میں اور اسی طرح تمام اعمال میں حسنات ہوں یا سیئات۔

الصوم | اس کی جو صورت صحف میں منطبع ہوتی ہے۔ اس کی دو ہیئتیں ہیں: ایک ہیئت امساکیہ عدمیہ تنزیہیہ تجلی ذاتی پر ختم ہوتی ہے۔ اس لئے حدیث میں آیا ہے، اللہ سے روایت کرتے ہوئے الصّومُ لی وانا اجزیٰ بہٖ اور اس میں سے ہے یہ حدیث الصومُ جُنّۃ یعنی بچاتا ہے آگ سے اور فحشاء سے۔ اور دوسری ہیئت طبعیہ ہے۔ طبیعیہ جو اقتضاء کرتی ہے حظوظ اور لذّات کا ان میں سے ہے بابُ الرّیّان، اور آپؐ کا بلالؓ کو یہ کہنا جب کہ وہ روزہ دار تھا اور اس کے سامنے کھایا جا رہا تھا کہ اس کی ہڈیاں اللہ کے لئے تسبیح پڑھتی ہیں اور اس میں سے ہے لذیذ طعام، کھانا، شراب وغیرہ پینا حُور سے تمتع یا لجماع حاصل کرنا، اور غنا (راگ وغیرہ سننا) ان دو شعبوں کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے اپنے اس قول میں لِلصّائمِ فرحتانِ۔

الزکوٰۃ والصدقہ | زکوٰۃ اور صدقہ، اس کے لئے تین شعبے ہیں: پہلا تو ہیئت وحدانیہ ہے، اس میں متصدق کی صورت مقدس طریقے سے درج ہو جاتی ہے اور اس کا نتیجہ ہے کہ

متصدق جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اور دوسرا شعبہ ہیئت وحدانیہ ہے جس میں جس فقیر کو صدقہ دیا گیا ہے اس کے سبوغ کی صورت درج ہوتی ہے اور اس کا فائدہ ہوتا ہے کہ جس چیز میں وہاں سبوغ ملے گا۔ اس سے سمجھا جاتا ہے اس حدیث کا کُنہ کہ البِرُّ یزیدُ فی العُمرِ (یعنی نیکی عمر کو بڑھاتی ہے)۔ تیسرا شعبہ ایک ہیئت ہے نفس پر جبر کرنے والی۔ اس سے استفادہ ہوتا ہے اضمحلال الخبائث وہاں پر۔

حج اور عمرہ حج اور عمرے کے دو شعبے ہیں۔ دونوں شعبے ہیں ایک ہیئت طلبیہ شوقیہ قدسیہ کے، اس سے حاصل ہوتی ہے تجلی ذاتی اور دوسری ہیئت عنایۃ تعبیہ، اس سے پیدا ہوتا ہے کہ (یہ دونوں پچھلے گناہوں کو گرا دیتے ہیں)۔

الجہاد اس کی بھی تین ہیئتیں ہیں: ایک عنایت تعبیہ، اس سے ذنوب مضمحل ہوتے ہیں۔ دوسری ہیئت اعلائیہ لکلمۃ اللہ اور اس سے ہیں غرف عالیہ۔ اور ایک ہے ہیئت ہدائیہ اور اس سے پیدا ہوتے ہیں انہار جاریہ۔

العتق عتق کے لئے ایک ہیئت ہے تنزیہیہ انسان کی صورت پر، اس سے پیدا ہوتی ہے کہ آزاد کرنے والے کا ہر جز معتق کے ہر جز کے مقابلے میں کفارہ کر دیا جائے گا۔

الاذکار تسبیح، تکبیر، تہلیل اور حوقلہ کی طرح پر اذکار ہر ایک کے لئے ایک ہیئت وحدانیہ ہے، بسیطہ، شعبیہ، علویہ اس سے ظاہر ہوتے ہیں اشجار حسنہ۔ اور یہاں ایک تفصیل ہے اور وہ یہ ہے کہ تسبیح، تکبیر، تہلیل اور حوقلہ درخت ہیں خوبصورت مگر ان کے لئے کوئی ثمر نہیں ہے جیسے سرو اور صنوبر اور تحمید اور تکبیر کے لئے ایسے درخت پیدا ہوتے ہیں جن کے لئے ثمر ہیں اور قولہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ دو فضیلتوں کا جامع ہے۔

التلاوۃ تلاوت کی دو ہیئتیں ہیں: ایک علویہ، اس سے پیدا ہوتا ہے رفع درجات، اس اصل کے مقابلہ میں کہ وہ کلام مقدس ہے اور دوسری ہے ہیئت عرفانیہ لطیفہ اور اس سے پیدا ہوتی ہیں ریاحین یعنی خوشبوئیں۔

اوراد اور اوراد ان آیات کے مقابلے میں جو لطائف علوم پر مشتمل ہیں (اس سے بھی ریاحین پیدا ہوتی ہیں) خلاصہ یہ ہے کہ یہ جو کچھ ہم نے بتلایا یہ ان صحف منتشرہ کے متن

کے متن سے ہم نے پڑھا ہے بادی النظر میں۔

اور راسخ عادتوں کے لئے (جو حساب میں مضمحل نہیں ہوتیں) بھی بعض وجوہ کی ترجیح میں تاثیر ہے جیسے حدیث میں آیا ہے زرع، خیل، ابل اور ولد کا ذکر۔

اور انسان کے ارادے کا بھی اس میں دخل ہے۔ اور ہم تجھے بتلا چکے ہیں کہ ولد والد سے پیدا ہوتا ہے اس کا راز اخراج ذریت کی شرح میں بعض خطوط ہیں۔ ہم نے اسے لکھا ہے کہ ولد بھی عین ثابت میں جو وجوہ منطوی تھے ان میں سے ایک ہے۔

جب تو نے وہ بات سُن لی جو ہم نے جنت کے تقاضے کی بتلائی ہے اور عین ثابت سے باہر کے مرجحات کا ذکر کر چکے ہیں تو اس ہمارے بیان کو امام بنا، دوزخ کے لوگوں کے حالات کی تحقیق میں، اور آگ سے بڑی چیزیں جو مرجحات ہیں ان کے سمجھنے میں۔ مثلاً وہ آدمی جس کی عادت ہو بڑے بڑے کام پر جرأت کرنا، جن کی عظمت معنوی ہے مثلاً قرآن کی تکذیب کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذاء دینا، لوگوں کو گمراہ کرنا۔ یہ عذاب کیا جائے گا اونچے پہاڑ پر چڑھنے کے ذریعہ سے۔

اور جس کا کام ہے بخل اور زکوٰۃ نہ دینا اس سے صادر ہوتی ہے ایک صورت وحدانیہ جس میں مندرج ہو جاتی ہے اس مال کی صورت جس کے ذریعہ سے بخل کیا گیا ہے، یہ اندراج ہوتا ہے مقدس اور اس صورت کے اعیان کے مطابق۔ اسے عذاب ہوتا ہے جیسے کہ ابل، بقر، غنم کا لتاڑنا اور سانپ کا طوق بننا، اس لئے کہ مال کی صورت اس عالم میں سانپ کی شکل سے مشابہ ہے، اور سونے چاندی کے ساتھ داغ دینا۔ اور ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ سانپ گلے کا ہار تو اس کیلئے بنے گا جس کو مال کلی کی محبت غالب ہو گی اور داغ اس کو دیا جائے گا جس نے جزوی مال کی حفاظت میں محنت کی ہے۔

اور جس نے اپنے آپ کو پتھر سے ہلاک کیا ہے وہ آگ میں اپنے آپ کو ہمیشہ پتھر سے ہلاک کرتا رہے گا۔ اور جو شخص ربوٰا (سود) لیتا ہے وہ خون کی نہر میں پھینک دیا جائیگا اس لئے کہ جو مال یہاں چھینا گیا ہے اگر وہ مالک ہاتھ میں ہوتا تو وہ اس کا خون بنتا، اس کی غذا بنتا، اور اس کے چھیننے سے اسے ایسی تکلیف پہنچی ہے جیسے اس شخص کو

پہنچتی ہے جس سے خون نکالا گیا ہے۔

اور جو شخص زمین غصب کرتا ہے وہ زمین اس کے گلے میں ہار بنائی جائے گی اس لئے کہ زمین کی صورت مندرج ہوچکی ہے غصب کی صورت کے نیچے۔ اسی طرح پر قیاس کرتا جا ان صورتوں کو جو قرآن شریف میں آئی ہیں جیساکہ ہمارا ذوق تقاضا کرتا ہے وہ یہ ہے کہ معرفت جو اس دارِ آخرت میں ہوگی وہ پوری اور اکمل ہے وہ اس دار کے سوا کسی کے لئے ممکن ہی نہیں نبی ہو یا ولی۔ اور عارف کی نسبت وہاں حور اور قصور میں زیادہ شبوغ دیکھے گا اور وہاں لوگ سب تجلی ذاتی سے متنعم ہوں گے مگر اتنا فرق ہے کہ عام لوگوں کی توجہ اس کی طرف کبھی کبھی ہوگی اور خاص لوگوں کی تجلی دائمی ہوگی ان کو کوئی کام اس سے مشغول نہیں کرسکتا اور ہدایت یاب جتنے لوگ ہیں ان میں کوئی آدمی نہیں ہوگا جو جنت میں نہ ہو اور قصور اور منزلوں میں نہ ہو۔

جنت کے مسئلے کی پوری تحقیق دو جلیل مقدموں کی تمہید کا تقاضا کرتی ہے:

پہلا مقدمہ علم حضوری وہی ایک چیز ہے جو واجب جل مجدہٗ اور صفات کی طرف انسان کو پہنچا دیتا ہے۔ حصول کے لئے اس بڑی جگہ پر پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے مگر بطریقہ استدلال۔ اس لئے کہ حصول میں جو اطمینان اور برد حاصل ہوتا ہے وہ حقیقت میں ذی صورت کے مغایر صورت کے ذریعے سے ہوتا ہے اور سمجھ میں یہ بات آتی ہے کہ وہ ایک ہی ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہ ایک جہالت ہے جو علم کی صورت میں ملوّن کردی گئی ہے۔

اس میں بھی کسی شخص کو شک نہیں ہے کہ جو صورت ذہن میں منطبع ہوتی ہے وہ ذہن کے احاطے میں آجاتی ہے اور ضروری طور پر وہ امکان کا رنگ لے لیتی ہے پس ظاہر ہے کہ یہ حکایت ہے واجب کی، لیکن جیساکہ واقع میں ہے اس پر نہیں۔ اور ان تکوینیات کا علم حضوری میں کوئی راستہ نہیں مگر قرب فرائض میں کچھ ہوتی ہو لیکن یہ بھی معنًا علم حضوری ہے عین ثابتہ کی طرف سے ظاہر الامر میں گو حصول ہو۔

علم حضوری کیوں اللہ کی طرف پہنچا دیتا ہے؟ اس لئے کہ وہ اُبال ہوتا ہے

انسان کے تعقر کی عین ثابتہ میں سے جب کہ بھر جاتی ہے تو پھینکتی ہے جھاگ۔ تو کیا یہ تقرر اس کے نفسِ ناطقہ کی طرف سے ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ نفس کے بطن میں ہے، متحقق ہے، متقرر ہے، موجود ہے واجب کی طرف سے آناً فآناً افاضہ کرنے کے سبب سے بلکہ وہاں نہ تو ان کا ذکر ہے اور نہ وقت کا۔ تو ضروری ہے کہ اس کے لئے راستہ ہو گا فیاض حق کی طرف۔ اس کی مثل ایک جسم مخروطی شفاف کی مثل ہے کہ اس کے سر پر موتی سرخ، جس کی سرخی نہایت، بہت زیادہ ہے، لگایا گیا ہے تو وہاں قاعدہ پر کوئی رنگ ہو گا سوائے رنگ مرکز کے بعینہ و زبینہ۔ پس اس وقت اگر غور سے دیکھے گا تو قیوم حق اور اس کی صفات مقدسہ دیکھ لے گا۔ پس جس نے اپنے آپ کو علم حضوری کے ساتھ دیکھا ہے تو اس نے اپنے آپ کو اسی علم میں جان لیا ہے۔ اس مسئلہ میں عارف اور جاہل میں بہت بڑا فرق رہے گا، کیا ایسا نہیں ہے کہ جو شخص اسی جسم مخروطی میں غور سے دیکھتا ہے وہ دو قسم ہے: ایک قسم وہ ہے جس کے سامنے جسم مخروطی اہمیت رکھتا ہے اور وہ مرکز بالعرض دیکھ رہا ہے اور وہاں تک اس کی پہنچ تتبع ہے۔ اور دوسری قسم وہ ہے کہ جس کے سامنے مرکز بڑی اہم چیز ہے۔ وہ جسم کو نہیں دیکھتا مگر بالعرض اور آلے کے طور پر۔

اس تحقیق سے ہمارے اس قول کی کنہ ظاہر ہو جائے گی جو ہم نے اپنے بعض مکتوبات میں توحید افعال وغیرہ کے متعلق لکھا ہے تو ہمارا جو وہاں مقصد تھا وہ یہی ہے کہ اللہ سبحانہٗ کا حضور ایک وحدت کے ضمن میں جہاں علم حضوری اس کی طرف اور اس کی شفاعت کی طرف لوٹ جائے۔

اور اس سے واضح ہوتا ہے معنیٰ، سلف کے اس قول کا کہ "خدا را بخود میتوان شناخت" اس کے سوا اور اس طائفہ علیہ کے عجیب عجیب مسئلے حل ہو جائیں گے۔ اور جہاں ہم نے یہ کہا ہے کہ غفلت مرتفع ہو جاتی ہے اس سے ہم نے علم حضوری کا دوسرا معنیٰ مراد لیا ہے۔

دوسرا مقدمہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ عالم ہے بنفسہ بالعلم الحضوری اور اس کے علم میں مندرج ہو جاتا ہے علم بجمیع صفاتہ وبجمیع مخلوقاتہ نہ فقط اتحاد کی حیثیت سے بلکہ

غیریت کی حیثیت سے بھی اور یہ اس لئے ہے کہ ہم سے پیشتر بیان گزر چکا ہے کہ صفات واجب جل مجدہ بمنزلہ لوازم ماہیت کے ہیں اور اس کی مخلوقات بمنزلہ لوازم وجود کے ہے تو یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے مقدس تقرر کی وجوہ میں سے ایک وجہ ہیں، اور اس کی ذات اعلیٰ کے شیون میں سے ایک شان ہے۔ کیا عرفان برہان کے ساتھ اس پر گواہی نہیں دے چکا کہ علم بصفات العینیۃ ولوازم الماہیہ داخل ہے اس کے علم حضوری میں جو اس کو اپنے نفس کے ساتھ حاصل ہے اور جو شخص اس علم حضوری میں واجب کے ساتھ تشبیہ پیدا کر سکا اسے ایک قسم کی مقدس خوشی پوری حاصل ہوتی رہے گی۔ (دوسرا مقدمہ پورا ہوا)۔

دو مقدموں کی تمہید کے بعد ہم کہتے ہیں کہ صاحب جنت جانتا ہے ہر اس چیز کو کہ وہ جنت میں ہے، حور ہو، قصور ہو، ان کے سوا اور کچھ ہو تفصیلی علم کے ساتھ جو داخل ہے اس کے علم بنفسہ میں اور ہر وہ چیز جو اس کی طرف پہنچاتی ہے اور جو اصل ایک تمثال ہے۔ صفات اللہ مقدسہ کی تو لازمی طور پر اس کو عرفان باللہ حاصل ہوگا اپنے نفس کے ساتھ علم کے ضمن میں اور عرفان اس کو حاصل ہوگا ساتھ ہر صفت کے صفاتِ الٰہیہ میں سے ان اشیاء کے ضمن میں جو وہاں موجود سارے کی ساری یہ بات تفصیل ہے، ایک شان دوسرے شان سے نہیں روکتا جیسے واجب جل مجدہ کی شان ہے، اور یہ نہیں ہے مگر اس سبوغ کی برکت سے جو اتم اور اکمل ہے۔

ضروری بات ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے ربوبیت ہے بمقابلہ ہر چیز کے جو موجود ہے جنت میں کیا ایسا نہیں کہ وہ اس کے تقرر کی اصل ہے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لئے خوشی ہے ہر مظہر کے ساتھ ان مظاہر میں سے۔ تو یہ نعمت ایسی ہے جو کوئی شخص اس کو حاصل نہیں کر سکتا نبی ہو یا ولی اس دار جلیلہ سے باہر۔ اور یہ بھی تو معلوم کر چکا ہے کہ یہ لوگ تجلی ذاتی کی طرف پہنچنے میں تین طبقوں پر ہیں۔ میرے نزدیک یہ چیز متمثل ہو چکی ہے کہ عارفین میں سے کامل جو فنا اور بقا حاصل کر چکے ہیں ان کا صفات سے لذت حاصل کرنا ایک اور طریقہ پر ہوگا اور یہ ایسا ہے کہ جیسے اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ

خوشی حاصل کرتا ہے تو ان کو ایک شان دُوسری شان سے نہیں روک سکے گی۔

رؤیت | اللہ کا دیکھنا علم حضوری ہے اور انکشاف تام ہے اور سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ ایک موقعہ پر اور اس کی صفات مقدسہ کے ساتھ دوسرے موقعہ پر اور یہ اس طرح ہے کہ اس انسان کا تقرر مضمحل ہوجائے اور نہ باقی رہے مگر الفرد الصمد (کی ذات باقی رہے) یہ قسم توحید کی جو ایک خاص تمامیت رکھتی ہے اس دار دنیا ناقصہ میں کبھی ممکن نہیں ہے۔

اہل السنۃ کو اللہ تعالیٰ دودھ پلائے (جزائے خیر عطا کرے) وہ موفق ہوگئے اس مسئلہ کے سمجھنے میں جو حق ہے اور واقع کے مطابق ہے کہ آنکھ کے جارحہ کو ایک دخل ہے وہاں کے انکشاف تام میں اور یہ ان کو انبیاء علیہم السلام کی تقلید پر ہمت جمع کرنے کی برکات سے حاصل ہوا۔ اور اس کی تحقیق جو میرے ذوق میں تفرد کے طور پر حاصل ہوئی یہ ہے کہ تجلّی ذاتی کے بعض اوقات میں علم حاصل ہوتا ہے بواسطہ اس جارحہ کے اس لئے کہ ہمارے نزدیک متحقق ہوچکا ہے کہ جوارح کے لئے کوئی صورت علمیہ نہیں ہے جن کو ہم اعیان سے تعبیر کرتے ہیں، ایسے ہی اعراض کے لئے بھی صور علمیہ نہیں ہے جن کو ہم اعیان کہیں، یہ حقیقت میں اعیان کے وجوہ اور اعتبارات ہیں (یعنی خود عین نہیں) پس آنکھ تمثال ہے اس انکشاف تام کا کہ وہ ایک وجہ ہے عین ثابتہ میں اور اس طرح ہاتھ تمثال ہے اس قوت عملیہ کا کہ وہ ظل ہے پیدائش کے جزئیات میں سے ایک جزئی کی۔ یہ بھی ہمارے نزدیک متحقق ہے کہ اس موقعہ پر ایک قسم کا خلط اور اتحاد ہے حقیقت اور تمثال میں جو یہاں ویسا نہیں ہے۔ اس لئے ہم پچھلے پاؤں پر نہیں آئیں گے جب کہ ہم نے سنا ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میں سنتا ہوں بو لے ایمان یمن کی طرف سے (یعنی اس حدیث میں اشارہ ہے شیخ ابوالحسن اشعری کے ظہور کا) یہ ابو موسیٰ اشعری رضؓ یمنی کی اولاد میں سے ہیں اور علم کلام کے اور حقائق کے بڑے محقق ہیں تو ان کے کلام کو ہم غلط ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ہمیں اس کی حقیقت خود منکشف ہوچکی ہے) پیچھے ہٹنا بے عقل آدمیوں کا کام ہے جیسے فلاسفہ معتزلہ اور ان کی مثل (یعنی وہ اپنے علم حصولی کے بعض عقلی قاعدوں کو کمال پر پہنچانے کیلئے بہت سی صحیح باتوں کا انکار کر گئے) پس جان لو چھوٹی بڑی بات کے بعد کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو آنکھوں سے دیکھا ہے معراج میں اور موسیٰؑ نے اللہ کا کلام مقدس اپنے کانوں سے سُنا ہے اس پر تعجب نہ کرنا اور ایمان لاؤ اور تسلیم کرلو۔ ایسے موقعوں پر انکار کرنا ایک غصّہ اور عاجزی کی نشانی ہے۔ اللّٰھم لا علم لنا الا ما علّمتنا انّک انت العلیم الحکیم۔ اللّٰھم انّی اسئلک اتمام النعمۃ وتعلیم تاویل الاحادیث انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ توفنی الیک مسلماً منقاداً بالفناء التام والحقنی بعد ذٰلک بالصالحین الباقین۔ انّک قاضی الحاجات ورافع الدرجات۔ آمین